67886 ـ سارا زیور صدقہ کرنے کی نذر مانی اور اس کے ذمہ زکاۃ بھی ہے تو کیا کرنا ہو گا ؟

سوال

ايك عورت بيمار ہوئى تو اس نے نذر مانى كہ اگر اللہ تعالى نے اسے شفايابى سے نوازا تو وہ اپنا سارا زيور صدقہ كرے گى، اور شفايابى كے بعد نادم ہوئى! اب اس سوال ہے كہ:
كيا اس نذر كا كفارہ ہے؟ اور اگر يہ نذر لازما پورى كرنا ہو گى؛ تو اس زيور پر آٹھ برس كى زكاۃ واجب الادہ ہے؛ كيا وہ ان سب سالوں كى زكاۃ ادا كرے گى؟ اور كيا اسى زيور سے ادا كرنا ہو گى يا نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نذر ماننى مشروع نہيں ہے كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس سے منع فرمايا ہے؛ اس كى دليل عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كى روايت كردہ حديث ہے، وہ بيان كرتے ہيں كہ:

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نذر ماننے سے منع كرتے ہوئے فرمايا:

" يہ كسى چيز كو واپس نہيں كرتى بلكہ يہ تو بخيل سے نكالنے كا ايك بہانہ ہے "

متفق عليہ، يہ الفاظ بخارى شريف كے ہيں.

اس ليے ہر مسلمان مرد و عورت كو نذر سے دور ہى رہنا چاہيے، اور اپنے آپ پر ايسى چيز لازم نہيں كرنى چاہيے ہو سكتا ہے جسے پورا كرنے وہ عاجز آجائے اور وہ نذر پورى كرنى مشكل ہو اور پھر وہ گناہ اورحرج ميں پڑ جائے"

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (23 / 362).

باوجود اس كے كہ نذر ماننى اصلا مكروہ ہے، ليكن جس شخص نے كوئى اطاعت و فرمانبردارى كرنے كى نذر مانى تو اسے پورا كرنا لازم ہے؛ كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس كسى نے اللہ تعالى كى اطاعت و فرمانبردارى كرنے كى نذر مانى تو وہ اللہ تعالى كى اطاعت و فرمانبردارى كرے، اور جس نے اللہ كى نافرمانى و معصيت كرنے كى نذر مانى تو وہ اس كى نافرمانى و معصيت نہ كرے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6202).

دوم:

مالی صدقہ کرنے کی نذر ماننا اطاعت و فرمانبرداری کی نذر ہے جس کا پورا کرنا لازم ہے.

اور جس کسی نے بھی اپنا سارا زیور صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

یہ زیور ہی اس کا سارا مال اور پونجی ہو، تو اس زیور کا ایك تہائی حصہ صدقہ نکالنا کافی ہو گا، امام احمد رحمہ اللہ تعالی کا یہی مذہب ہے.

اور کچھ اہل علم نے سارا مال ہی صدقہ کرنا واجب قرار دیا ہے، جن میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جس شخص نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کا ایك تہائی حصہ ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا، امام زہری اور امام مالك رحمہما اللہ تعالی کا یہی قول ہے.

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: زکاۃ والا مال سارا صدقہ کرے گا...

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

وہ اپنا سارا مال صدقہ کرے گا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے "

اور اس لیے بھی کہ وہ اطاعت کی نذر ہے، لہذا اسے پورا کرنا لازم ہے، مثلا نماز اور روزے کی نذر.

اور اس کا ایك تہائی حصہ صدقہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ جب ابو لبابہ رضی اللہ تعالی نے کہا کہ میری توبہ میں ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لبابہ رضی اللہ تعالی کو فرمایا:

" تجھے ایك تہائی حصہ صدقہ کرنا ہی کافی ہو جائے "

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے مشكاۃ المصابیح حدیث نمبر (3439) كی تخریج میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور كعب بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ بیان كرتے ہیں كہ میں نے عرض كیا: اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: میری توبہ میں یہ بھی ہے كہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم كے لیے صدقہ كرتا ہوں، تو رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنا كچھ مال ركھ لو" متفق علیہ.

اور ابو داود كی روایت میں ہے:

" تیرے لیے ایك تہائی حصہ (كا صدقہ كرنا) كافی ہو جائے گا "

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی صحیح ابو داود حدیث نمبر (3319) میں كہتے ہیں: اس كی سند صحیح ہے. انتہی.

دیكھیں: المغنی لابن قدامہ المقدسی (11 / 340) كچھ كمی و بیشی كے ساتھ.

معنی یہ ہوا كہ: اگر نذر مانی ہوئی معین چیز سارے مال كو اپنے اندر سمو لے تو اس كا حكم اس شخص كا حكم ہو گا جس نے اپنا سارا مال صدقہ كرنے كی نذر مانی ہو، تو اس كے لیے ایك تہائی حصہ صدقہ كرنا كافی ہوگا.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی كہتے ہیں:

" سنت میں ہے كہ جس شخص نے اپنا سارا مال صدقہ كرنے كی نذر مانی ہو اس كے لیے ایك تہائی حصہ صدقہ كرنا كافی ہو گا، كیونكہ سارا مال صدقہ كرنے میں ضرر ہے"

دیكھیں: الفتاوی الكبری (6 / 188).

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسی طرح " اعلام الموقعین (3 / 165) " میں كہا ہے.

اور راجح وہی ہے جس كی طرف حنابلہ گئے ہیں، اور مستقل فتوی كمیٹی " اللجنۃ الدائمۃ " كا فتوی بھی یہی ہے، كمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت كیا گیا:

اگر كسی شخص نے ہمیشہ اپنی ساری تنخواہ اللہ تعالی كے راستے میں دینے كی نذر مانی تو اس كا حكم كیا ہے؟

كمیٹی كا جواب تھا:

" آپ كے لیے تنخواہ كا ایك تہائی صدقہ كرنا كافی ہو گا، كیونكہ جس نے اپنا سارا مال صدقہ كرنے كی نذر مانی تھی

اسے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا تھا:

" تجھ سے ايك تہائى حصہ كى ادائيگى كفائت كر جائے گى "

اسے ابو داود نے روايت كيا ہے. انتہى

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميہ والافتاء (23 / 225).

دوسرى حالت:

اس كے پاس زيور كے علاوہ اور بھى مال ہو، تو اس عورت پر اپنى نذر كے مطابق سارا زيور صدقہ كرنا لازم ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

" اور جب كوئى شخص اپنے مال ميں سے كوئى معين يا مقدار مثلا ايك ہزار روپے صدقہ كرنے كى نذر مانے تو امام احمد سے روايت كيا جاتا ہے كہ: اس كا ايك تہائى دينا جائز ہے؛ كيونكہ اس نے مال صدقہ كرنے كى نذر مانى ہے، تو اسے كے ليے ايك تہائى صدقہ كرنا كفائت كر جائےگا، سارے مال كى طرح.

اور صحيح مذہب يہى ہے كہ وہ سارا ہى صدقہ كرے، كيونكہ اس نے وہ مال نذر مانا ہوا ہے، اور وہ فعل نيك و صالح اور اللہ تعالى كا قرب حاصل كرنے كے ليے ہے، لہذا سب نذر والى اشياء كى طرح اسے بھى پورا كرنا لازم ہے، اور اللہ تعالى كے مندرجہ ذيل فرمان كے عموم كى بنا پر بھى:

وہ نذروں كو پورا كرتے ہيں الانسان (7).

اختلاف تو سارے مال ميں ہے كيونكہ اس ميں حديث وارد ہے، اور اس ليے بھى كہ سارا مال صدقہ كرنے ميں ضرر لاحق ہوتا ہے، الا يہ كہ يہاں اگر نذر سارا مال ہى اپنے انذر سمو لے تو پھر اسى طرح ہو گا"

ديكھيں: المغنى لابن قدامہ المقدسى (11 / 340).

سوم:

رہا مسئلہ زيور كى زكاۃ كا: تو اس كے آٹھ برسوں كى زكاۃ ادا كرنى ضرورى ہے، چاہے (پچھلى تفصيل كے مطابق) ہم سارا زيور صدقہ كرنے كا كہيں يا ايك تہائى دونوں حالتوں ميں اس كى زكاۃ ادا كرنا ضرورى ہے؛ كيونكہ زكاۃ اس پر ايك قرض اور واجب ہے، اور اس كا نذر كے ساتھ كوئى تعلق نہيں، ليكن اگر زيور كى زكاۃ سارا زيور ہى بن جائے تو پھر اسے زكاۃ كسى اور مال سے ادا كرنى چاہيے نہ كہ وہ زيور ہى زكاۃ ميں دے دے.

اور اگر اس پر زیور کا ایک تہائی حصہ صدقہ لازم آتا ہو تو اس کے لیے باقی زیور سے زکاۃ ادا کرنی جائز ہے ۔ اگر زیور اس کے لیے کافی ہو ۔ اور دوسرے مال سے بھی.

واللہ اعلم .